Scanned with CamScanner

# ماہِ رمضان المبارک اور وترِ باجماعت

ترتیب

پیر طریقت اشرف العلماء سید محمد اشرف اشرفی جیلانی

ناشر

سلطان الہند اسلامک سینٹر، طریقت منزل، ہمت نگر گجرات



Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہے

نام کتاب: ماہ رمضان المبارک اور وتر باجماعت

ترتیب: پیر طریقت اشرف العلماء سید محمد اشرف اشرفی جیلانی

پروف ریڈنگ: مولانا سید جاوید اشرفی، ناظم اعلیٰ خدیجۃ الکبریٰ للبنات ہبلی

سن اشاعت: ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۶ء

ہدیہ: دعائے خیر

# مؤلفِ کتاب ایک نظر میں

مؤلف کتاب کا نام محمد اشرف، خاندانی ٹائٹل اشرفی جیلانی اور لقب اشرف العلما ہے۔ وہ یکم اپریل ۱۹۷۲ء میں اتر پردیش کے ایک مردم خیز خطہ کچھوچھہ شریف میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید محمد جہانگیر اشرف اشرفی جیلانی جو ایک درویش صفت اور صوفی منش انسان تھے۔ اشرف العلما کا تعلق ہندوستان کے ایک ایسے گھرانے سے ہے جو برِ صغیر پاک وہند میں "خانوادۂ اشرفیہ" سے مشہور ہے اور جسے خاص نسبتِ روحانی حاصل ہے تارک السلطنت حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ابتدائی تعلیم اپنے خاندان کے ایک عظیم بزرگ اعلیٰ حضرت، ہم شبیہ غوث جیلاں حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے قائم کردہ "الجامعۃ الاشرفیہ" میں حاصل کی۔ عالمیت کا کورس خانوادۂ اشرفیہ ہی کے ایک عظیم فرد شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ "جامع اشرف" میں مکمل کیا، اس کے بعد ان کے چچا بابائے ملت حضرت سید تنویر اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ انہیں دار العلوم اہل سنت جبلپور لے گئے، وہاں انھوں نے حضرت مولانا محمد قمر عالم شیخ الحدیث دار العلوم حمد اشاہی کی خاص نگرانی میں رہ کر بقیہ علوم و فنون کی تکمیل کی اور ۱۹۹۲ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔

اشرف العلماء نے حضرت مفتی عبد الجلیل کشن گنجوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا کمال الدین جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی فیاض صاحب بھاگلپوری، حضرت مولانا قمر عالم صاحب شیخ الحدیث دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی، اپنے چچا حضرت مولانا سید گل اشرف اشرفی جیلانی اور اپنے بڑے والد امیر الاولیا سید حبیب اشرف اشرفی جیلانی جیسے اہلِ علم و فضل سے نسبتِ تلمذ قائم کیا اور اپنے خانوادہ کے جلیل القدر بزرگوں مثلاً حضور سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ، اشرف الاولیاء سید مجتبیٰ اشرف، قطب المشائخ سید قطب الدین اشرف اور شیخ اعظم سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہم الرحمہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ فراغت کے بعد کئی سال تک اپنے دادا شیخ الاسلام والمسلمین رئیس المحققین حضرت

سید مدنی میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی تربیتِ خاص میں رہے اور ان ہی سے اپنی بیعت وارادت کا تعلق قائم کیا اور اپنے والد گرامی اور شیخ الاسلام کی صاحب اجازت وخلافت سے ماذون ہوئے۔

اشرف العلماء کے نمایاں اخلاق میں جو باتیں قابل ذکر ہیں، وہ یہ کہ اپنے بزرگوں کی روایات کے امین، اپنے بڑوں کے مؤدب، اپنے علما کے قدرداں، اپنے چھوٹوں پر شفیق، اپنے ملنے جلنے والوں کے لیے متواضع، اپنے مہمانوں کے لیے کشادہ، اپنے خادموں اور حاجتمندوں کی ضرورت میں فوراً کام آنے والے اور دین کے کاموں میں انتہائی مخلص ہیں۔

اشرف العلما کی پرورش چوں کہ ایک علمی ودینی گھرانے میں ہوئی اور پھر اپنے خاندان کے عظیم بزرگوں کی بارگاہوں میں بیٹھنے اور ان کے روز وشب کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ،جس نے فراغت کے بعد ہی سے ان کے اندر دعوت وتبلیغ کی گرمی، دین وسنیت کی حفاظت اور خدمتِ خلق کے جذبات سے مالامال کر دیا۔ انہوں نے بہت کم مدت میں ملک وبیرون ملک کے متعدد مقامات مثلاً پاکستان ،نیپال، فرانس، سوئزر لینڈ، موریشش اور جرمن وغیرہ کی جانب دعوتی دورے فرمائے، دین وسنیت کی حفاظت اور بزرگوں کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے ان گنت خانقاہوں کی بنیاد رکھی اور نونہالانِ ملت اسلامیہ کو شرعی وعصری علوم سے آراستہ کرنے کے لیے اتر پردیش سے ہٹ کر گجرات وکرناٹک کی سرزمین پر متعدد مدرسے اور اسکولز قائم کیے جن میں الجامعۃ الشبیریہ اشرفیہ دارالقرأت میگھر یج گجرات، مخدوم اشرف اسٹڈی سینٹر میگھر یج، جہانگیر اشرف اسٹڈی سینٹر گاریادھار، الجامعۃ الشبیریہ اشرف العلوم گاریادھار، سلطان الہند اسلامک سینٹر، ہمت نگر گجرات، مدرسہ اشرفیہ شبیریہ العلوم کرناٹک اور الجامعۃ الاشرفیہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات بھی قابل ذکر ہے۔ اس پہلے بھی حضرتِ مؤلف کی کئی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں، جن میں تذکرۂ شیریزداں اور تذکرۃ الاتقیا اہل علم سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

## عرضِ مؤلف

میں نے بعض مسجدوں میں دیکھا کہ اِدھر نمازِ تراویح ختم ہوئی اور اُدھر مؤذن یا کسی اور کی جانب سے یہ اعلان ہوا کہ جن حضرات نے جماعت کے ساتھ فرض نہیں پڑھی ہے، وہ نمازِ وتر تنہا پڑھیں۔ ظاہر ہے اس اعلان میں یا تو اس بات کا وہم ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں وتر جماعت کے ساتھ ناجائز ہے یا اس بات کا وہم ہوتا ہے کہ مکروہ ہے۔ ناچیز نے جب اس مسئلہ میں غور و فکر کیا اور براہِ راست فقہا کی کتابوں کو دیکھا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس اعلان کی چنداں ضرورت نہیں۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ کسی کی فرض نماز جماعت سے چھوٹ گئی ہو تو وہ وتر جماعت کے ساتھ ہی پڑھے۔ اثنائے مطالعہ بعض اردو رسائل اور تحریروں پر بھی نظر پڑی جن میں سے کچھ کو اس رسالہ میں شامل کیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حق ہم پر واضح فرمائے اور اس کی اتباع کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

فقیر گدائے اشرفی
سید محمد اشرف اشرفی جیلانی



Scanned with CamScanner

# تقریظ

## حضرت علامہ مفتی محمد آل مصطفیٰ مصباحی، استاذ جامع امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو

باسمہ تعالیٰ وحمدہ

ماہ رمضان مبارک میں فرض عشا تنہا پڑھنے والے کے لیے وتر کی نماز جماعت سے پڑھنے نہ پڑھنے کا مسئلہ کوئی بنیادی نہیں، اس تعلق سے فقہا کا اختلاف بھی افضلیت وعدم افضلیت یا بعض صورت میں کراہت تنزیہی کی حد تک ہے، جیسا کہ زیر نظر رسالہ میں شہزادۂ صوفی ملت گرامی قدر ومنزلت حضرت مولانا ابوالحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی نے واضح کیا ہے۔

فقہا کی عبارتوں میں کامل غور وفکر کرنے والوں پر مخفی نہیں کہ فقہا کی اس ہدایت وحکم "وتر جماعت سے نہ پڑھے" (جو صرف بطور کراہت تنزیہی ہے) کا تعلق اس شخص سے ہے جس نے نہ تو فرض عشا ہی امام کے ساتھ جماعت سے پڑھی ہے اور نہ ہی نماز تراویح، باقی تمام صورتوں میں اس کے لیے وتر جماعت سے پڑھنا بلا کراہت جائز ہے خواہ اس نے صرف تراویح جماعت سے پڑھی ہو یا صرف فرض عشا، اور خواہ امام وتر کی اقتدا میں پڑھی ہو یا غیر امام وتر کی اقتداء میں، علامہ ابراہیم حلبی، علامہ طحطاوی، علامہ شامی وغیرہم فقہا کی تحقیق کا حاصل یہی ہے۔ یہاں اس بحث کے اعادہ کی ضرورت نہیں کہ جماعت وتر جماعت تراویح کی تابع ہے یا فرض عشا کی۔

زیر نظر رسالہ مؤلف سید صاحب دام ظلہ نے بقدر ضرورت جتنی گفتگو فرمائی ہے وہ محقق ہے اور عمل کے لیے کافی، مولیٰ تعالیٰ انھیں جزائے خیر واجر عظیم سے نوازے کہ انھوں نے اس مسئلے کی وضاحت کی طرف ایسے وقت میں توجہ مبذول کی جب یہ حساس بننے کے قریب تھا۔ واللہ الموفق والمستعان۔

آل مصطفیٰ مصباحی

خادم جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

نزیل مدینہ منورہ، سعودیہ عربیہ

۲۷ رجب ۱۴۳۷ھ ۲۰۱۶ء



Scanned with CamScanner

# پہلا رسالہ

## ماہِ رمضان المبارک اور وترِ باجماعت

ترتیب

پیرطریقت اشرف العلماء سید محمد اشرف اشرفی جیلانی



Scanned with CamScanner

# وترِ باجماعت دلائل کی روشنی میں

ماہِ رمضان المبارک میں جماعت سے وتر پڑھنا افضل ہے، جس پر درج ذیل دلائل ہیں:

## وتر باجماعت سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَأَوْتَرَ فَلَمَّا كَانَتِ الْقَابِلَةُ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ يَخْرُجَ إِلَيْنَا فَلَمْ نَزَلْ فِيهِ حَتَّى أَصْبَحْنَا ثُمَّ دَخَلْنَا فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ تُصَلِّيَ بِنَا. فَقَالَ: إِنِّي خَشِيتُ أَوْ كَرِهْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمُ الْوِتْرُ"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے مہینے میں ہمیں آٹھ رکعت اور وتر کی نماز پڑھائی، جب دوسری رات آئی تو ہم لوگ مسجد میں جمع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا انتظار کرنے لگے، جب فجر کا وقت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سب مسجد میں جمع تھے اس امید پر کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں نمازِ وتر فرض نہ کر دی جائے۔"

(صحیح ابن حبان: جلد: ۳، صفحہ: ۶۰۳، مؤلف: محمد بن حبان بن احمد تمیمی، ابو حاتم البستی، وفات: ۳۵۴ھ)

سوال: اس حدیث سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ تراویح آٹھ رکعت ہے تو پھر بیس رکعت کیوں؟

جواب: بیس رکعت تراویح پر اس سے قوی اور مضبوط حدیثیں موجود ہیں، اس لیے اس حدیث کی بنا پر بیس رکعت تراویح کا قول نہیں کیا جائے گا۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ کرے بیس رکعت تراویح کے عنوان پر مختلف رسائل و کتب)



Scanned with CamScanner

## وتر باجماعت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم:

### سعید بن جبیر کہتے ہیں:

لَمَّا أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَنْ يَقُومَ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ كَانَ يُوتِرُ بِهِمْ فَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَفِي الثَّانِيَةِ: بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

"جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ماہِ رمضان المبارک میں جماعت کے ساتھ تراویح پڑھانے کا حکم دیا تو وہ وتر کی نماز بھی جماعت سے پڑھاتے، چنانچہ پہلی رکعت میں انا انزلنا، دوسری میں" قل یا ایہا الکافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد پڑھتے۔"

(مختصر قیام اللیل، صفحہ: ۳۰۳، مؤلف: أبو عبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج مروزی، وفات: ۲۹۴ھ)

### ابو عبد الرحمن سلمی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے تعلق سے کہتے ہیں:

دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِينَ رَكْعَةً قَالَ: وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُوتِرُ بِهِمْ

"حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم رمضان المبارک کے مہینے میں حفاظِ کرام کو بلواتے اور ان میں سے کسی کو حکم دیتے کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائیں اور حضرت علی انھیں وتر کی نماز پڑھاتے۔"

(السنن الکبریٰ: جلد: ۲، صفحہ: ۴۹۶، مؤلف: أحمد بن حسین بن علی، أبو بکر بیہقی، وفات: ۴۵۸ھ)

### قیس بن طلق کہتے ہیں:

"زَارَنَا طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَمْسَى عِنْدَنَا، وَأَفْطَرَ، ثُمَّ قَامَ بِنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَأَوْتَرَ بِنَا، ثُمَّ انْحَدَرَ إِلَى مَسْجِدِهِ، فَصَلَّى بِأَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا بَقِيَ



Scanned with CamScanner

الْوِتْرُ قَدَّمَ رَجُلًا، فَقَالَ: أَوْتِرْ بِأَصْحَابِكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله صلى الله عليه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ"

"رمضان المبارک کے مہینے میں ایک دن میرے والد حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے، روزہ افطار ہمارے ساتھ کیا، پھر اس رات ہمیں تراویح اور وتر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد اپنی مسجد تشریف لے گئے، وہاں انھوں نے اپنے مقتدی حضرات کو نماز پڑھائی، جب وتر باقی رہ گیا تو ایک شخص کو آگے کیا اور فرمایا وتر کی نماز پڑھاؤ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ "ایک رات میں دو وتر نہیں ہے"

(سنن ابی داؤد، جلد: ۲، صفحہ: ۷۶، مؤلف: سلیمان بن اشعث بن اسحاق سجستانی، وفات: ۲۷۵ھ)

سوال: اوپر والی روایت پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ نماز پڑھائی، جب کہ تراویح ایک رات میں ایک ہی بار ہے۔

جواب: حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے پہلی بار نمازِ تراویح پڑھائی اور دوسری بار کوئی دوسری نفل نماز پڑھائی۔

سوال: کیا دوسری نمازِ نفل کے لیے جماعت مشروع ہے؟

جواب: ممکن ہے کہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد ہو اور انھوں نے نمازِ تراویح پر قیاس کرتے ہوئے ماہِ رمضان المبارک میں دوسری نمازِ نفل بھی جماعت کے ساتھ پڑھائی ہو۔ (تفصیلی جواب کے خواہاں رجوع کریں: شرح سنن ابی داؤد للعینی)

### وترِ باجماعت اور فقہائے کرام رحمہم اللہ:

اکثر احناف نے ماہِ رمضان المبارک میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے کیوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عملِ صحابہ سے ثابت ہے جیسا کہ روایات ماقبل میں مذکور ہوئیں۔ رہ گئی یہ بات کہ غیر رمضان المبارک میں وترِ باجماعت درست ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہائے کرام کی صراحت مذکور ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کے

علاوہ دوسرے دنوں میں وترِ باجماعت مکروہ تنزیہی ہے۔
شیخ الامام ابوالبرکات حافظ الدین نسفی (وفات: ۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:
"وَيُوتِرُ بِجَمَاعَةٍ فِي رَمَضَانَ فَقَطْ" صرف ماہِ رمضان المبارک میں وتر باجماعت پڑھی جائے۔ (کنز الدقائق مع شرح البحر الرائق: ۲۔۱۲۶)
زین الدین ابن نجیم مصری حنفی (وفات: ۹۷۰ھ) فتاویٰ خانیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:
"---- أَنَّ أَدَاءَ الْوِتْرِ بِجَمَاعَةٍ فِي رَمَضَانَ أَفْضَلُ لِأَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِي الْوِتْرِ"
"ماہِ رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے کیوں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کو وتر جماعت کے ساتھ پڑھاتے تھے۔"
(البحر الرائق شرح کنز الدقائق: ۲۔۱۱۶)
مسئلہ: ماہِ رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں وتر جماعت کے ساتھ مکروہِ تنزیہی ہے۔
ابن نجیم مصری لکھتے ہیں:
"وَلَوْ صَلَّوْا الْوِتْرَ بِجَمَاعَةٍ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ فَهُوَ صَحِيحٌ مَكْرُوهٌ كَالتَّطَوُّعِ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ بِجَمَاعَةٍ"
"اگر لوگوں نے ماہِ رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھی تو نماز ہو جائے گی البتہ مکروہ ہوگی جس طرح اور نوافل کا جماعت کے ساتھ پڑھنا۔"
(البحر الرائق شرح کنز الدقائق: ۲۔۱۱۶)
مسئلہ: نفل باجماعت مکروہ ہے جب کہ علیٰ سبیل التداعی یعنی لوگوں کو اس کے لیے اکٹھا کیا گیا ہو۔ ہاں اگر ایک، دو آدمی نے کسی کے ساتھ پڑھ لی تو اس میں کراہت نہیں ہے۔
شہاب الدین احمد بن محمد حسینی حموی (وفات: ۱۰۹۸ھ) لکھتے ہیں:
"---أَنَّ أَدَاءَ النَّفْلِ بِجَمَاعَةٍ عَلَى سَبِيلِ التَّدَاعِي مَكْرُوهٌ"۔

تداعی کے طریقے پر نفل جماعت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔ (غمز عیون البصائر:۲۔۴۸)

**علیٰ سبیل التداعی کا معنیٰ:** ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

"بِأَنْ یَقْتَدِیَ أَرْبَعَةٌ فَأَکْثَرُ بِوَاحِدٍ" "علیٰ سبیل التداعی کا مطلب یہ ہے کہ تین سے زائد لوگ ایک آدمی کی اقتدا کریں۔ (ردالمحتار:۱۔۵۵۲)

**مسئلہ:** اگر کسی کو رمضان المبارک کی راتوں میں تہجد کی نماز پڑھنی ہے تو اس کے لیے بھی افضل یہی ہے کہ وہ تراویح کے بعد جماعت کے ساتھ وتر پڑھے۔

**حسن بن عمار بن علی شرنبلالی مصری (وفات:۱۰۸۹) لکھتے ہیں:**

"ویوتر بجماعة فی رمضان فقط وصلاته مع الجماعة فی رمضان أفضل من أدائه منفردا آخر اللیل"

"صرف ماہِ رمضان المبارک میں وتر با جماعت پڑھی جائے۔ اور رمضان کے مہینے میں وتر جماعت سے پڑھنا افضل آخری رات میں تنہا پڑھنے سے۔ (نور الایضاح:۷۹)

**مسئلہ:** اگر کسی نے تہجد سے پہلے وتر پڑھی تو اب اس پر دوبارہ وتر نہیں ہے۔

**حسن بن عمار بن علی شرنبلالی مصری (وفات:۱۰۸۹) لکھتے ہیں:**

"واذا صلی الوتر قبل النوم ثم تهجد لا یعید الوتر لقوله صلی الله علیه وسلم: لا وتران فی لیلة"

اور جب وتر سونے سے پہلے پڑھ چکا، اس کے بعد تہجد پڑھی، اس پر اعادۂ وتر نہیں ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک رات میں دو وتر نہیں۔

(مراقی الفلاح:۱۴۴)

**مسئلہ:** اگر کسی نے عشا کی فرض نماز تنہا پڑھی، وہ تراویح جماعت سے پڑھے۔

**ملا خسرو (وفات:۸۸۵ھ) لکھتے ہیں:**

"وَلَوْ صَلَّی الْعِشَاءَ وَحْدَهُ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ التَّرَاوِيحَ بِالْإِمَامِ"



Scanned with CamScanner

"اگر کسی نے عشاء کی نماز تنہا پڑھی تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ تراویح امام کے ساتھ پڑھے۔" (درر الحکام شرح غرر الأحکام:۱۔۱۲۰)

مسئلہ: اگر تراویح جماعت سے نہ پڑھی ہو تو وہ وتر امام کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

**احمد بن محمد بن إسماعیل طحطاوی (وفات:۱۲۳۱ھ) لکھتے ہیں:**

"ولو لم یصلها بإمام له أن یصلی الوتر به"

"اگر اس نے تراویح امام کے ساتھ نہ پڑھی ہو تو اُسے امام کے ساتھ وتر پڑھنے کی اجازت ہے۔" (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح:۴۱۶)

مسئلہ: تراویح کسی امام کے پیچھے اور وتر کسی دوسرے امام کے پیچھے پڑھی تو یہ درست ہے۔

**احمد بن محمد بن إسماعیل طحطاوی (وفات:۱۲۳۱ھ) لکھتے ہیں:**

"کما أن له أن یصلی التراویح بإمام والوتر بآخر علی الصحیح"

"جیسا کہ صحیح قول کے مطابق اس کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ تراویح کسی امام کے پیچھے اور وتر کسی دوسرے امام کے پیچھے پڑھے" (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح:۴۱۶)

مسئلہ: لوگ عشاء کی نماز تنہا تنہا پڑھیں تو انھیں تراویح کے لیے جماعت قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

**ملا خسرو (وفات:۸۸۵ھ) لکھتے ہیں:**

"وَلَوْ تَرَكُوا الْجَمَاعَةَ فِي الْفَرْضِ لَمْ يُصَلُّوا التَّرَاوِيحَ بِجَمَاعَةٍ"

"اگر لوگ فرض میں جماعت چھوڑ دیں تو وہ تراویح جماعت سے نہ پڑھیں۔"

(درر الحکام شرح غرر الأحکام:۱۔۱۲۰)

## کیا تنہا فرض پڑھنے والا وتر بھی تنہا پڑھے؟

کیا تنہا فرض نماز پڑھنے والا وتر تنہا پڑھے؟ اس بارے میں موجودہ مفتیانِ کرام کی



Scanned with CamScanner

دو مختلف قول ملتے ہیں:

(۱) تنہا فرض پڑھنے والا وتر بھی تنہا پڑھے۔

(۲) تنہا فرض پڑھنے والا وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

**وجہ اختلاف:**

مفتیان کرام کا یہ اختلاف دراصل فقہا کے اقوال کا مختلف ہونا ہے۔ چنانچہ قہستانی وغیرہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ تنہا پڑھی جائے اور علامہ حلبی وغیرہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔

**شمس الدین قہستانی (وفات: ۹۵۳) لکھتے ہیں:**

"یجوزُ أنْ یُصلِّیَ الوترَ بجماعۃٍ وَإنْ لمْ یصلِّ شیئاً من التراویحِ مَعَ الامامِ أو صَلّاھا مَعَ غیرِہٖ وھو الصحیحُ لکنَّہٗ اذا لمْ یُصَلِّ الفرضَ معہٗ لایَتْبَعَہٗ فی الوترِ کما فی المُنْیۃِ"

"اگر امام کے ساتھ بالکل تراویح نہ پڑھی ہو یا کسی اور شخص کے ساتھ تراویح پڑھی ہو (دونوں صورتوں میں) وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن جب فرض امام کے ساتھ نہ پڑھے ہوں تو وتر امام کے ساتھ نہ پڑھے۔ جیسا کہ منیہ میں ہے" (جامع الرموز: ۹۶)

**ابراہیم بن محمد حلبی (وفات: ۹۵۶ھ) لکھتے ہیں:**

"واذا لَمْ یُصَلِّ الفرضَ مع الامامِ قیل لایَتْبَعہٗ فی التراویحِ ولا فی الوترِ وکذا اذا لَمْ یُصَلِّ معہ التراویحَ لایَتْبَعُہٗ فی الوترِ والصحیحُ أنَّہٗ یجوزُ أنْ یَتْبَعَہٗ فی ذلک کُلِّہٖ"

"جب فرض نماز امام کے ساتھ نہ پڑھی گئی ہو تو کہا گیا ہے کہ امام کی اقتدا میں نہ تراویح پڑھے اور نہ وتر۔ اسی طرح امام کے ساتھ تراویح نہ پڑھی ہو تو وتر امام کی اقتدا میں نہ پڑھے، لیکن صحیح یہ ہے کہ ان تمام صورتوں میں امام کی اقتدا درست ہے۔" (صغیری: ۲۱۰)



Scanned with CamScanner

## ترجیح:

اگر دلائل کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ بات زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کہ فرض تنہا پڑھنے والا وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔وجہ ترجیح یہ ہے کہ جن نمازوں کے لیے جماعت ہے ان نمازوں کو جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنے میں بھلائی ہے الّا یہ کہ اس کی کراہت یا عدم جواز پر کوئی قوی دلیل موجود ہو۔ماہِ رمضان المبارک میں وتر کے لیے جماعت ہے۔لہٰذا اسے حتی الامکان جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنے میں بھلائی ہے۔

**پہلی دلیل:** اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

"وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ "رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ" (سورۃ البقرۃ:۴۳)

اس آیت کا عام و مطلق ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ جو شخص بھی جماعت مشروعہ کے ساتھ نماز ادا کرے گا، وہ اس آیت کے امر پر عمل کرے گا اور اس کی وجہ سے مستحق ثواب ہوگا۔لہٰذا اگر کسی نے فرض تنہا پڑھی اور وتر جماعت کے ساتھ پڑھی تو اس آیت کے موجب پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ کی جناب سے امید ہے کہ اسے اس کا ثواب ہوگا۔

**دوسری دلیل:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی:

"صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً"
جماعت کی نماز تنہا نماز پر ستائیس گنا فضیلت رکھتی ہے۔(جامع ترمذی:۱۔۴۲۰)

اس حدیث کا عموم بھی یہی چاہتا ہے کہ جس نماز کے لیے جماعت ہے اُسے جماعت کے ساتھ ادا کرنے میں بھلائی اور فضیلت زیادہ ہے۔اور ماہِ رمضان المبارک میں وتر کے لیے جماعت ہے لہٰذا اسے جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنے میں بھلائی زیادہ ہے اگر چہ فرض تنہا پڑھی ہو۔

**تیسری دلیل:**

"سیئہ" یعنی گناہ کا ایک حکم یہ ہے کہ اگر کسی سے اس کا ارتکاب ہو جائے تو اس کے بعد



Scanned with CamScanner

وہ کوئی "حسنہ" کرے تا کہ اس کی برکت سے اللہ رب العزت "سیئہ" کو معاف فرمائے۔

**اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:**

"إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ" "یقیناً نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔

(سورہ ہود: ۱۱۴)

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:**

"يَا مُعَاذُ أَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا" "اے معاذ! بد کے بعد اچھا کر، اچھائی برائی کو مٹا دے گی۔ (مسند احمد بن حنبل: حدیث معاذ رضی اللہ عنہ)

فرض نماز جماعت سے نہ پڑھنا ایک "سیئہ" ہے اور رمضان المبارک کے مہینے میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا ایک "حسنہ" ہے۔ لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی نے عشا کی فرض نماز تنہا پڑھی، اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ وتر جماعت کے ساتھ پڑھے تا کہ اللہ رب العزت اس کی برکت سے فرض کی جماعت چھوڑنے کا گناہ معاف فرمائے۔

**چوتھی دلیل: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:**

"خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآنَا حَلَقًا فَقَالَ: مَالِي أَرَاكُمْ عِزِينَ" "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں تشریف لائے اور ہم لوگوں الگ الگ ٹولیوں میں بٹا ہوا دیکھا۔ (آپ نے ناگواری ظاہر کی) اور فرمایا" کیا بات ہے۔ میں تمھیں ٹولیوں میں بٹا ہوا دیکھ رہا ہوں" (صحیح مسلم: ۱۔ ۳۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سامنے رکھ کر ذرا غور کیا جائے کہ مسجد میں وتر کی نماز جماعت سے ہو رہی ہو اور کچھ لوگ جماعت سے الگ ہو کر وتر پڑھیں کیا یہ صورۃً اور ظاہراً "مَالِي أَرَاكُمْ عِزِينَ" کے دائرے میں نہیں ہے؟ اور جب ہے تو ایسی صورت میں سارا زور اس بات پر صرف کرنا کہ وتر جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جائے کیا معنیٰ رکھتا ہے؟



Scanned with CamScanner

**پانچویں دلیل:**

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے تراویح کے لیے جماعت قائم کی اور وتر کی نماز بھی باجماعت ادا کرائی۔ اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس کی علت کیا ہو سکتی ہے؟ کیوں تراویح کے ساتھ وتر بھی باجماعت ادا فرمائی گئی؟ اس کی ایک علت جو میرے سمجھ میں آئی، وہ یہ کہ تراویح اور وتر دونوں کا وقت عشا کی فرض نماز کے بعد ہے، تراویح سنتِ مؤکدہ ہے اور وتر واجب ہے۔ لہٰذا جب تراویح جماعت کے ساتھ ہے تو وتر کو بدرجہ اولیٰ جماعت کے ساتھ ہونا چاہیے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ جب تراویح کے لیے جماعت قائم فرمائی گئی تو اس کے ساتھ وتر بھی باجماعت ادا کی گئی۔ دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اکثر فقہائے کرام نے اس بات صراحت کی ہے جیسا کہ ماسبق میں گذرا کہ اگر کسی نے فرض تنہا پڑھی ہے تو وہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور جب تراویح جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے تو اس کے لیے وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہیے۔

**چھٹی دلیل:**

فقہائے کرام نے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص ظہر یا عشا کی فرض نماز تنہا پڑھنے کے بعد مسجد پہنچے اور جماعت کھڑی ہو تو وہ نفل کے ارادہ سے جماعت میں شریک ہو جائے۔ غور کیا جائے کہ نفل جماعت کے ساتھ غیر مشروع ہے۔ لیکن اس صورت میں اسے جماعت میں شریک ہونے کا حکم ہے تاکہ وہ جماعت کا ثواب اور اس کی فضیلت حاصل کر سکے۔ لہٰذا جب اِحرازِ فضیلت اور حصولِ ثواب کی خاطر نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہوا جا سکتا ہے حالاں کہ اس کے لیے جماعت مشروع نہیں ہے تو پھر وتر جس کے لیے رمضان میں جماعت مشروع ہے، اس کے لیے جماعت میں

شریک ہونا بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہیے اگر چہ فرض جماعت سے نہ پڑھی ہے۔

**سوال:**

ممکن ہے بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو کہ یقیناً رمضان المبارک میں وتر با جماعت افضل ہے لیکن فضیلت ان صورتوں میں آئے گی، جن صورتوں میں وتر کی جماعت مشروع ہوگی۔ فرض تنہا پڑھنے کی صورت میں وتر کی جماعت مشروع ہی نہیں ہوتی ہے چہ جائے کہ اس میں کوئی فضیلت پیدا ہو۔

**جواب:**

جماعت کے مشروع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جماعت ایسی صفت پر ہو جس صفت پر صحابہ نے جماعت قائم کی۔ لوگوں نے فرض نماز کے لیے جماعت قائم نہ کی اور تراویح کے لیے جماعت قائم کی تو یہ جماعت مشروع نہ ہوئی کیوں کہ صحابہ نے تراویح کی جماعت فرض کی جماعت کے بعد ہی قائم کی۔ اسی طرح لوگوں نے تراویح کے لیے جماعت قائم نہ کی اور وتر کے لیے جماعت قائم کی تو یہ جماعت مشروع نہ ہوئی کیوں کہ صحابہ نے تراویح کے بعد ہی وتر کے لیے جماعت قائم کی۔ خلاصہ یہ کہ فرض وتراویح کے لیے جماعت قائم کی گئی ہو تو ایسی صورت میں وتر کی جماعت مشروع ہوگی اور تنہا فرض نماز پڑھنے والے کا اس جماعت میں شریک ہو کر وتر ادا کرنا درست ہوگا۔ کیوں کہ یہ جماعت مشروعہ ہے۔

**علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:**

"لِأَنَّ جَمَاعَتَهَا تَبَعٌ لِجَمَاعَةِ الْفَرْضِ فَإِنَّهَا لَمْ تُقَمْ إِلَّا بِجَمَاعَةِ الْفَرْضِ. فَلَوْ أُقِيمَتْ بِجَمَاعَةٍ وَحْدَهَا كَانَتْ مُخَالِفَةً لِلْوَارِدِ فِيهَا فَلَمْ تَكُنْ مَشْرُوعَةً"

"تراویح کی جماعت فرض کی جماعت کے تابع ہے لہٰذا وہ فرض کی جماعت کے ساتھ ہی قائم کی جائے گی۔ اگر صرف تراویح کے لیے جماعت کی گئی تو یہ صفتِ شرعیہ کے مطابق

نہ ہوگی کیوں کہ احادیث وآثار میں جماعت تراویح جماعت فرض کے ساتھ ہی وارد ہے"

(رد المحتار علی الدر المختار: ۲۔۴۷)

**علامہ ابن عابدین شامی اس کے بعد لکھتے ہیں:**

"أَمَّا لَوْ صَلَّيْتَ بِجَمَاعَةِ الْفَرْضِ وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ صَلَّى الْفَرْضَ وَحْدَهُ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَهَا مَعَ ذٰلِكَ الْإِمَامِ لِأَنَّ جَمَاعَتَهُمْ مَشْرُوعَةٌ فَلَهُ الدُّخُولُ فِيهَا مَعَهُمْ لِعَدَمِ الْمَحْذُورِ"

"ہاں اگر فرض جماعت کے ساتھ پڑھی گئی ہو اور ایک ایسا آدمی ہو جس نے فرض تنہا پڑھی ہو تو وہ تراویح امام کے ساتھ پڑھے۔ اس لیے کہ یہ جماعت مشروعہ ہے لہٰذا ایسی جماعت میں شریک ہونا اس کے لیے درست ہے۔ کیوں کہ ممنوع ہونے کی کوئی وجہ موجود نہیں۔"

(رد المحتار علی الدر المختار: ۲۔۴۷)



Scanned with CamScanner

## خلاصۂ کلام

خلاصہ یہ کہ۔۔۔۔

(الف) اگر عشا کی فرض نماز کے لیے جماعت قائم نہ کی گئی ہو تو تراویح کی جماعت مشروع نہ ہوئی۔ سب لوگ تنہا تراویح کی نماز ادا کریں۔

(ب) اگر عشا کی فرض نماز کے لیے جماعت قائم کی گئی ہو تو تراویح کی جماعت مشروع ہوگی اور تنہا فرض نماز پڑھنے والا تراویح کی جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھے۔

(ج) اگر فرض اور تراویح دونوں کے لیے جماعت قائم نہ کی گئی ہو تو وتر کی جماعت مشروع نہ ہوئی لہٰذا سب لوگ تنہا وتر کی نماز ادا کریں۔

(د) اگر فرض وتراویح دونوں کے لیے جماعت قائم کی گئی ہو تو فرض یا تراویح تنہا پڑھنے والا وتر کی جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھے۔ کیوں کہ یہ جماعت مشروع ہے۔

**نوٹ:**

فقہاء کا یہ اختلاف کہ تنہا فرض نماز پڑھنے والا وتر تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ؟ یہ اختلاف دراصل اس صورت پر محمول ہے جب کہ آدمی نے قصداً تنہا نماز پڑھی ہو یا اس نے جماعت چھوڑی ہو۔ رہ گئی یہ بات کہ آدمی فرض کی جماعت میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتا تھا مگر کسی وجہ سے اس کی جماعت فوت ہوگئی اور وہ فرض کی جماعت میں شریک نہ ہوسکا تو اس بارے میں فقہاء نے نفیاً یا اِثباتاً کوئی حکم بیان نہیں فرمایا ہے؟ لہٰذا جس شخص کی جماعت فوت ہوئی وہ بلا اختلاف وتر کی جماعت میں شریک ہو کر ہی نماز پڑھے کیوں کہ رمضان المبارک میں وتر باجماعت افضل ہے لہٰذا اس کے لیے بھی جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا افضل ہوگا۔

# دوسرا رسالہ

## تنہا عشاء پڑھنے والا باجماعت وتر پڑھ سکتا ہے

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

شارح صحیح مسلم



Scanned with CamScanner

عہد قریب کے بعض علماء سے یہ منقول ہے کہ رمضان میں عشا تنہا پڑھنے والا وتر باجماعت نہیں پڑھ سکتا لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ رمضان میں اگر کسی شخص نے عشا کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی تو آیا افضل یہ ہے کہ وتر جماعت سے پڑھے جائیں یا تنہا؟ اکثر علماء اور محققین کے نزدیک جس شخص نے عشا تنہا پڑھی ہو اس کا جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا بلا کراہت جائز ہے اور جب جماعت جائز ہوئی تو افضل بھی یہی ہے۔ قوتِ دلائل کے اعتبار سے یہی نظریہ راجح ہے اور بعض فقہا کے نزدیک جب عشا تنہا پڑھی ہو تو وتر بھی تنہا پڑھنا افضل ہے لیکن یہ نظریہ مرجوح ہے۔

یہ اختلاف دراصل ایک اور اختلاف پر مبنی ہے۔ وہ یہ کہ آیا رمضان میں وتر کی جماعت عشا کی جماعت کے تابع ہے۔ یا تراویح کی جماعت؟ صحیح یہ ہے کہ نفس وتر اگرچہ عشا کے تابع ہیں لیکن وتر کی جماعت کا مسنون ہونا تراویح کی جماعت کی سنیت کے تابع ہے۔ کیوں کہ اگر وتر کی جماعت عشا کی جماعت کے تابع ہوتی تو وتر سارا سال جماعت کے ساتھ مسنون ہوتے۔ کیوں کہ عشا کی نماز میں جماعت سارا سال مسنون ہے اور چوں کہ وتر صرف رمضان میں جماعت کے ساتھ مسنون ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ وتر کی جماعت کی سنیت تراویح کی جماعت کی سنیت کے تابع ہے۔

یہ صحیح ہے کہ فقہا کا اولاً اس میں اختلاف ہے کہ رمضان میں وتر کا تراویح کے بعد جماعت سے پڑھنا افضل ہے یا گھر میں تنہا؟ لیکن محققین فقہا نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ افضل یہ ہے کہ رمضان میں وتر تراویح کے بعد جماعت سے پڑھے جائیں۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح تین دن تراویح جماعت کے ساتھ پڑھائی اسی طرح تین دن وتر بھی جماعت کے ساتھ پڑھائے اور آپ کے اس عمل نے جس طرح تراویح کی جماعت کا مسنون ہونا ثابت کیا اسی طرح آپ کے اس عمل نے وتر کی جماعت کا مسنون ہونا بھی ثابت کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر کی جماعت کی سنیت تراویح کی جماعت کی سنیت کے تابع ہے۔

علامہ قاضی خان لکھتے ہیں:

"اختلفوا أن اداء الوتر في رمضان بالجماعة أفضل أم الأداء في منزله وحده .الصحيح أن الجماعة أفضل لأن عمر ابن خطاب رضي الله تعالیٰ عنه كان يؤمهم في الوتر ولأنه لما جاز الأداء بالجماعة كانت الجماعة أفضل اعتبارأبالمكتوبة"

"اس بات میں اختلاف ہے کہ رمضان میں وتر باجماعت ادا کرنا افضل ہے یا تنہا گھر میں پڑھنا۔صحیح یہ ہے کہ جماعت افضل ہے کیوں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ صحابہ کو وتر جماعت کے ساتھ پڑھاتے تھے۔نیز اس لیے کہ جب وتر کو جماعت کے ساتھ پڑھنا جائز ہے تو وتر کو باجماعت پڑھنا افضل ہوگا،جیسا کہ فرض میں ہے۔"

علامہ ابن ہمام،قاضی خاں کی مذکورۃ الصدر عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ صاحب نہایہ نے فرمایا کہ ہمارے علما کا مختار یہ ہے کہ وتر بغیر جماعت کے پڑھے جائیں،

علامہ ابن ہمام نے ان دونوں اقوال کا محل الگ الگ قرار دیا اور فرمایا:

"وَأَنْتَ عَلِمْتَ مِمَّا قَدَّمْنَاهُ فِي حَدِيثِ ابْنِ حِبَّانَ فِي بَابِ الْوِتْرِ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَوْتَرَ بِهِمْ ثُمَّ بَيَّنَ الْعُذْرَ فِي تَأْخِيرِهِ عَنْ مِثْلِ مَا صَنَعَ فِيمَا مَضَى. فَكَمَا أَنَّ فِعْلَهُ الْجَمَاعَةَ بِالنَّفْلِ ثُمَّ بَيَانَهُ الْعُذْرَ فِي تَرْكِهِ أَوْجَبَ سُنِّيَّتَهَا فِيهِ فَكَذَلِكَ الْوِتْرُ بِجَمَاعَةٍ لِأَنَّ الْجَارِيَ فِيهِ مِثْلُ الْجَارِي فِي النَّفْلِ بِعَيْنِهِ. وَكَذَا مَا نَقَلْنَاهُ مِنْ فِعْلِ الْخُلَفَاءِ يُفِيدُ ذَلِكَ. فَلَعَلَّ مَنْ تَأَخَّرَ عَنْ الْجَمَاعَةِ فِيهِ أَحَبَّ أَنْ يُصَلِّيَ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ أَفْضَلُ كَمَا قَالَ عُمَرُ: وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ وَعَلِمَ قَوْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَأَخَّرَهُ لِذَلِكَ. وَالْجَمَاعَةُ فِيهِ إذْ ذَاكَ مُتَعَذِّرَةٌ فَلَا يَدُلُّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ الْأَفْضَلَ فِيهِ تَرْكُ الْجَمَاعَةِ لِمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ"

"ہم اس سے پہلے باب وتر میں ابن حبان کی حدیث سے بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو وتر (باجماعت) پڑھائے پھر اپنی تاخیر میں وہی عذر بیان فرمایا جو اس سے پہلے تراویح کی جماعت کی تاخیر میں بیان کر چکے تھے۔ پس جس طرح تراویح باجماعت پڑھا کر پھر ترک کا عذر بیان فرمانا تراویح کی جماعت کی سنیت کو واجب کرتا ہے۔ اسی طرح وتر کی جماعت کا معاملہ ہے۔ کیوں کہ وتر کی جماعت میں بعینہٖ وہی دلیل جاری ہوتی ہے جو تراویح کی جماعت میں بیان کی گئی ہے۔ اس کی تائید خلفاے راشدین کے باجماعت وتر پڑھنے سے ہوتی ہے جیسا کہ ہم نقل کر چکے ہیں۔ جس شخص نے وتر میں جماعت کے ترک کرنے کو مستحب قرار دیا ہے (جیسے صاحب نہایہ) وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نفل پڑھنے کو مستحب قرار دیتا ہے، اور وہ بلاشبہ افضل ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر نے فرمایا۔ رات کے جس حصہ میں تم سو جاتے ہو، اس میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی معروف ہے "نماز کے اخیر میں وتر پڑھو" اور اس وقت وتر کی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنا مشکل ہے، بنابریں اگر کوئی شخص وتر کی جماعت کو ترک کرتا ہے تو یہ اس بات پر نہیں دلالت کرتا کہ جو شخص وتر کو اولِ شب پڑھنا چاہتا ہے اس کے حق میں بھی وتر کی جماعت ترک کرنا افضل ہے۔"

علامہ ابن ہمام کی اس وضاحت سے یہ بات سپیدۂ سحر سے زیادہ نکھر کر سامنے آگئی کہ رمضان میں وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے، کیوں کہ رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا صرف اسی وقت افضل ہے جب وتر اولِ شب میں تراویح کے ساتھ پڑھے جائیں اور اگر رمضان میں ہی کوئی شخص وتر اخیر شب میں تہجد کے ساتھ پڑھنا چاہے تو اس وقت بلاشبہ وتر کی جماعت کا ترک کرنا افضل ہے۔ اور اس تقریر سے جس طرح ان لوگوں کا رد ہوا جو وتر کی جماعت کو رمضان کے تابع کرتے ہیں، ان لوگوں کا بھی رد ہوگیا جو وتر کی جماعت کو عشا کی جماعت کے تابع کرتے ہیں۔ بلکہ یہ زیادہ واضح ہے۔

علامہ ابن ہمام کی اس تقریر پر جن فقہانے اعتماد کیا اور اس تقریر کو کلًا یا جزءاً نقل کیا اور اس تقریر سے وتر کی جماعت کی افضلیت پر استدلال کیا، ان میں حسب ذیل فقہا کے اسما قابل ذکر ہیں:

زین الدین ابن نجیم (وفات: ۹۷۰ھ) شیخ حسن بن عمار الشرنبلالی الحنفی (وفات: ۱۰۶۹ھ) علامہ ابراہیم الحلبی (وفات: ۹۵۶ھ) مولانا عبد الحلیم۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ ابن ہمام، علامہ زین الدین ابن نجیم، علامہ شرنبلالی، علامہ حلبی ایسے محققین کے نزدیک وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

"اَلَّذِیْ یَظْهَرُ أَنَّ جَمَاعَةَ الْوِتْرِ تَبَعٌ لِجَمَاعَةِ التَّرَاوِیْحِ وَإِنْ کَانَ الْوِتْرُ نَفْسُهٗ أَصْلًا فِیْ ذَاتِهٖ لِأَنَّ سُنَّةَ الْجَمَاعَةِ فِی الْوِتْرِ إِنَّمَا عُرِفَتْ بِالْأَثَرِ تَابِعَةً لِلتَّرَاوِیْحِ"

"یقینی طور پر جو بات ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے، اگرچہ فی نفسہ وتر بذاتہ اصل ہے کیوں کہ وتر کی جماعت کا سنت ہونا آثار کی روشنی میں تراویح کے تابع ہے۔" (رد المحتار: ۱/ ۶۶۳ مطبوعہ: مطبع عثمانیہ، استنبول، اشاعت: ۱۳۲۷ھ)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے تو واضح ہو گیا کہ رمضان میں اگر عشا کی نماز تنہا پڑھی اور تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی ہو پھر بھی وتر کی نماز جماعت کے ساتھ بلا کراہت پڑھ سکتا ہے۔

مولانا عبد الحلیم لکھتے ہیں:

"اذ الایتار بالجماعة فی رمضان سنة کما أنها سنة فی التراویح"

"وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے جیسا کہ تراویح میں جماعت سنت ہے۔"

(حاشیۃ الدرر، صفحہ: ۸۲)

علامہ ابراہیم حلبی (وفات:۹۵۶ھ) منیۃ المصلی کی شرح کبیر میں لکھتے ہیں:

"قال أبو یوسف الباقی اذا صلی مع الامام شیئا من التراویح یصلی معه الوتر و کذا اذا لم یدرک معه شیئا منها و کذا اذا صلی التراویح مع غیرہ له ان یصلی الوتر معه وھو الصحیح ذکرہ ابو اللیث و کذا قال ظھیر الدین المرغینانی لو صلی العشاء وحدہ فله أن یصلی التراویح مع الامام وھو الصحیح"

"ابو یوسف باقی کہتے ہیں کہ اگر امام کے ساتھ کچھ تراویح پڑھ لی ہیں تو اس کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے، اور اگر امام کے ساتھ کچھ بھی نہ پڑھا ہو (نہ فرض نہ تراویح) اسی طرح اگر کسی اور کے ساتھ تراویح پڑھی ہوں تو وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ اس کو ابو اللیث نے ذکر کیا ہے، اسی طرح ظہیر الدین مرغینانی نے کہا ہے اور اگر تنہا عشا کی نماز پڑھی ہو تو وہ امام کے ساتھ تراویح پڑھ سکتا ہے۔ یہی صحیح ہے۔"

(غنیۃ المستملی، صفحہ:۲۹۱، مطبوعہ: مطبع مجتبائی، اشاعت: ۱۳۲۳ھ)

علامہ حلبی (وفات:۹۵۶ھ) نے منیۃ المصلی کی شرح کبیر کے بعد منیہ کی شرح صغیر میں یہ مسئلہ زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھا ہے، فرماتے ہیں:

"واذا لَمْ یُصَلِّ الفرضَ مع الامامِ قیل لایَتْبَعهٗ فی التراویح ولا فی الوترِ و کذا اذا لَمْ یُصَلِّ معه التراویحَ لایَتْبَعُهٗ فی الوترِ والصحیحُ أَنَّهٗ یجوزُ أَنْ یَتْبَعَهٗ فی ذلك کُلِّهٖ"

"جب امام کے ساتھ فرض نماز نہ پڑھے گئے ہوں تو کہا گیا ہے کہ پھر امام کی اقتدا میں نہ تراویح پڑھے اور نہ وتر۔ اسی طرح اگر امام کی اقتدا میں تراویح نہ پڑھی ہو تو اس کی اقتدا میں وتر نہ پڑھے، اور صحیح یہ ہے کہ جب امام کے ساتھ فرض یا تراویح نہ پڑھی ہو تو وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں تو تراویح

جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔" (شرح صغیر (صغیری): ۲۱۰، اشاعت: ۱۳۴۸ھ)

**علامہ طحطاوی لکھتے ہیں:**

"لأن المنفرد لو صلى العشاء وحدہ فله أن يصلي التراويح مع الامام الى قوله قضية التعليل فى المسئلة السابقة لقولهم لأنها تبع أن يصلي الوتر بجماعة فى هذه الصلاة لأنه ليس تبع للتراويح وللعشاء عند الامام رحمه الله تعالىٰ انتهى"

"اگر کوئی شخص عشا کی نماز تنہا پڑھے پھر اس کے لیے امام کے ساتھ تراویح پڑھنا جائز ہے۔ اور اسی پر یہ مسئلہ متفرع ہے کہ اس صورت میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ کیوں کہ وتر کی جماعت امام کے نزدیک نہ فرض کے تابع ہے، نہ تراویح کے۔"

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار: ۱۔ ۲۹۷ مطبوعہ: دار المعرفہ، بیروت، اشاعت: ۱۳۹۵ھ)

علامہ طحطاوی کی اس عبارت سے ہر چند یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وتر کی جماعت تراویح کے تابع نہیں ہے لیکن یہ ہمارے موقف کے خلاف نہیں ہے کیوں کہ علامہ طحطاوی نے اس کی تصریح کر دی ہے کہ جس شخص نے عشا کے فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں وہ وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے کیوں کہ وتر کی جماعت فرض اور تراویح میں سے کسی کے تابع نہیں ہے۔ ثانیاً یہ عبارت اس لیے ہمارے خلاف نہیں ہے کہ ہم نے یہ نہیں کہا کہ مطلقاً وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے۔ بلکہ ہم نے شروع ہی میں یہ لکھا ہے کہ وتر کی جماعت کا مسنون ہونا تراویح کی جماعت کے مسنون ہونے کے تابع ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح رمضان میں تین رات تراویح جماعت کے ساتھ پڑھائی تو اس کے بعد وتر بھی جماعت کے ساتھ پڑھائے۔ اور علامہ ابن ہمام نے تصریح کی ہے کہ جس طرح باجماعت تراویح پڑھانے سے تراویح کی جماعت مسنون ہوئی، اسی طرح باجماعت وتر پڑھانے سے وتر کی جماعت مسنون ہوئی۔ بہر حال علامہ طحطاوی کی

یہ عبارت ہمارے اس موقف کو ثابت کرنے میں بالکل صریح ہے کہ جب رمضان میں عشا جماعت سے نہیں پڑھی تو وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

**علامہ قہستانی لکھتے ہیں:**

"یجوزُ أنْ یُصلِّیَ الوترَ بجماعةٍ وَإنْ لم یصلِّ شیئاً من التراویحِ مع الامامِ أو صَلّاها معَ غیرِہٖ وھو الصحیحُ لکنّہٗ اذا لم یُصَلِّ الفرضَ معہٗ لایَتْبَعَہٗ فی الوترِ کما فی المُنْیَةِ"

"اگر امام کے ساتھ بالکل تراویح نہ پڑھی ہو یا کسی اور شخص کے ساتھ تراویح پڑھی ہو (دونوں صورتوں میں) وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن جب فرض امام کے ساتھ نہ پڑھے ہوں تو وتر امام کے ساتھ نہ پڑھے۔ جیسا کہ منیہ میں ہے"

(جامع الرموز: ۱۔ ۲۱۶ مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ، ایران، الطبعة الثانیہ، اشاعت: ۱۴۰۱)

علامہ قہستانی کی اس عبارت سے بعض لوگوں نے یہ مغالطہ کھایا کہ اگر فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں تو وتر بھی جماعت کے ساتھ نہ پڑھے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ علامہ قہستانی کی عبارت کا صحیح محل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے فرض اور تراویح دونوں امام کے ساتھ نہ پڑھے ہوں تو وہ امام کے ساتھ وتر نہ پڑھے۔

**علامہ شامی، علامہ قہستانی کی اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:**

"ثُمَّ رَأَیْتُ الْقُهُسْتَانِیَّ ذَکَرَ تَصْحِیحَ مَا ذَکَرَہُ الْمُصَنِّفُ. ثُمَّ قَالَ: لٰکِنَّہٗ إذَا لَمْ یُصَلِّ الْفَرْضَ مَعَہٗ احْتِرَازًا عَنْ صَلَاتِهَا مُنْفَرِدًا، أَمَّا لَوْ صَلَّاهَا جَمَاعَةً مَعَ غَیْرِہٖ ثُمَّ صَلَّی الْوِتْرَ مَعَہٗ لَا کَرَاهَةَ تَأَمَّلْ"

"پھر میں نے دیکھا کہ قہستانی نے بھی اسی کو صحیح قرار دیا جس کا مصنف نے ذکر کیا ہے۔ پھر کہا "جب اس نے امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں" یہ تنہا تراویح سے احتراز ہے، لیکن اگر اس نے تراویح کسی اور کے ساتھ جماعت سے پڑھی ہو پھر امام کے ساتھ وتر

پڑھے ہوں تو کوئی کراہت نہیں ہے۔"

(ردالمحتار:۱۔ ۶۶۳ مطبوعہ: مطبعۃ العثمانیہ، استنبول، اشاعت: ۱۳۲۷ھ)

علامہ شامی کا مطلب یہ ہے کہ علامہ قہستانی کے نزدیک مطلقاً امام کے ساتھ عشا نہ پڑھنا وتر کی جماعت کے لیے موجب کراہت نہیں ہے بلکہ یہ ایک خاص صورت ہے کہ جب کسی شخص نے امام کے ساتھ نہ فرض پڑھے ہوں، نہ تراویح، اس وقت امام کے ساتھ وتر پڑھنا مکروہ ہے اور اگر اس شخص نے کسی اور شخص کے ساتھ تراویح جماعت سے پڑھی تو پھر امام کے ساتھ وتر پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اس شخص نے تراویح بھی اسی امام کے ساتھ پڑھی ہو تو پھر اس امام کے ساتھ باجماعت وتر پڑھنا بطریق اولیٰ مکروہ نہیں ہوگا اور یہی زیر بحث مسئلہ ہے۔

حیرت ہے کہ بعض علما نے علامہ قہستانی، علامہ شامی اور علامہ حلبی کے حوالہ سے تنہا فرض پڑھنے والے کے لیے وتر کی جماعت کو جائز قرار دیا حالاں کہ یہ فقہا اس کے برعکس یعنی جواز کی تصریح کرتے ہیں جیسا کہ ہم ان سے باحوالہ نقل کر چکے ہیں۔ ثانیاً اس بات پر حیرت ہے کہ فرض اور تراویح تنہا پڑھنے والے کے لیے بھی وتر کو باجماعت پڑھنا زیادہ سے زیادہ مکروہ ہوگا جیسا کہ علامہ شامی کی عبارت سے ظاہر ہے۔ پھر ان لوگوں کا وتر باجماعت کو ناجائز قرار دینا کس طرح صحیح ہوگا کیوں کہ اہل علم سے واضح ہے کہ کراہت عدم جواز کو مستلزم نہیں ہے۔ یہ امر بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ جن فقہا نے یہ کہا ہے کہ غیر رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ وتر نہ پڑھے جائیں انھوں نے یہ تصریح کی ہے کہ غیر رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ فی نفسہ جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا جائز ہے۔

ملا خسرو فرماتے ہیں:

"لَا يُصَلَّى الْوِتْرُ (بِجَمَاعَةٍ خَارِجَ رَمَضَانَ) لِلْإِجْمَاعِ وَلَا يُصَلَّى التَّطَوُّعُ بِجَمَاعَةٍ إِلَّا قِيَامُ رَمَضَانَ وَعَنْ شَمْسِ الْأَئِمَّةِ الْكَرْدَرِيِّ أَنَّ التَّطَوُّعَ



Scanned with CamScanner

بِالْجَمَاعَةِ إِنَّمَا يُكْرَهُ إِذَا كَانَ عَلَى سَبِيلِ التَّدَاعِي أَمَّا لَوِ اقْتَدَى وَاحِدٌ بِوَاحِدٍ وَاثْنَانِ بِوَاحِدٍ لَا يُكْرَهُ"

"رمضان کے علاوہ وتر باجماعت نہ پڑھے اس پر اجماع ہے اور تراویح کے سوا نفل باجماعت نہ پڑھے، شمس الائمہ کردری سے منقول ہے کہ نوافل کی جماعت اس وقت مکروہ ہے جب لوگوں کو اس کی دعوت دی جائے اگر ایک کی اقتداء میں ایک یا ایک کی اقتداء میں دو آدمی نفل پڑھ لیں تو مکروہ نہیں ہے۔"

(درر الحکام فی شرح غرر الاحکام: ۱/۲۰)

اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ غیر رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

اس سے زیادہ واضح طور علامہ علائی نے لکھا ہے:

"(وَلَا يُصَلِّي الْوِتْرَ وَ) لَا (التَّطَوُّعَ بِجَمَاعَةٍ خَارِجَ رَمَضَانَ) أَيْ يُكْرَهُ ذَلِكَ"

"وتر اور نوافل رمضان کے علاوہ جماعت سے نہ پڑھے جائیں۔ یعنی جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔"

اس کی شرح میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

أَشَارَ إِلَى مَا قَالُوا مِنْ أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ قَوْلِ الْقُدُورِيِّ فِي مُخْتَصَرِهِ لَا يَجُوزُ الْكَرَاهَةُ لَا عَدَمُ أَصْلِ الْجَوَازِ. لَكِنْ فِي الْخُلَاصَةِ عَنِ الْقُدُورِيِّ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ. وَأَيَّدَهُ فِي الْحِلْيَةِ بِمَا أَخْرَجَهُ الطَّحَاوِيُّ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ. قَالَ: دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لَيْلًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنِّي لَمْ أُوتِرْ. فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَصَلَّى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ. ثُمَّ قَالَ: وَيُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ: الظَّاهِرُ أَنَّ الْجَمَاعَةَ فِيهِ غَيْرُ مُسْتَحَبَّةٍ. ثُمَّ إِنْ كَانَ ذَلِكَ أَحْيَانًا كَمَا فَعَلَ عُمَرُ كَانَ مُبَاحًا غَيْرَ مَكْرُوهٍ. وَإِنْ كَانَ عَلَى سَبِيلِ الْمُوَاظَبَةِ كَانَ بِدْعَةً مَكْرُوهَةً لِأَنَّهُ خِلَافُ الْمُتَوَارَثِ. وَعَلَيْهِ يُحْمَلُ مَا ذَكَرَهُ الْقُدُورِيُّ فِي مُخْتَصَرِهِ. وَمَا ذَكَرَهُ فِي غَيْرِ مُخْتَصَرِهِ يُحْمَلُ عَلَى الْأَوَّلِ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ. قُلْت: وَيُؤَيِّدُهُ أَيْضًا مَا فِي الْبَدَائِعِ مِنْ قَوْلِهِ: إِنَّ الْجَمَاعَةَ فِي التَّطَوُّعِ



Scanned with CamScanner

لَيْسَتْ بِسُنَّةٍ إِلَّا فِي قِيَامِ رَمَضَانَ اھ فَإِنَّ نَفْيَ السُّنِّيَّةِ لَا يَسْتَلْزِمُ الْكَرَاهَةَ. نَعَمْ إِنْ كَانَ مَعَ الْمُوَاظَبَةِ كَانَ بِدْعَةً فَيُكْرَهُ. وَفِي حَاشِيَةِ الْبَحْرِ لِلْخَيْرِ الرَّمْلِيِّ: عَلَّلَ الْكَرَاهَةَ فِي الضِّيَاءِ وَالنِّهَايَةِ بِأَنَّ الْوِتْرَ نَفْلٌ مِنْ وَجْهٍ حَتَّى وَجَبَتِ الْقِرَاءَةُ فِي جَمِيعِهَا. وَتُؤَدَّى بِغَيْرِ أَذَانٍ وَإِقَامَةٍ. وَالنَّفْلُ بِالْجَمَاعَةِ غَيْرُ مُسْتَحَبٍّ لِأَنَّهُ لَمْ تَفْعَلْهُ الصَّحَابَةُ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ اھ وَهُوَ كَالصَّرِيحِ فِي أَنَّهَا كَرَاهَةُ تَنْزِيهٍ تَأَمَّلْ. اھ

علامہ علائی نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قدوری میں جو اس جگہ پر ناجائز لکھا ہے، اس سے مراد مکروہ ہے، نہ کہ عدم اصل جواز۔ البتہ صاحب خلاصہ نے قدوری سے یہ نقل کیا ہے کہ (غیر رمضان میں وتر جماعت سے پڑھنا) مکروہ نہیں ہے اور حلیہ میں اس کی تائید میں یہ ہے کہ امام طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ مسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نے حضرت ابوبکر کو رات میں دفن کیا، حضرت عمر نے کہا میں نے وتر نہیں پڑھے اور کھڑے ہو گئے، ہم نے ان کے پیچھے صف باندھ لی اور حضرت عمر نے ہم کو تین رکعات پڑھائیں اور صرف آخر میں سلام پھیرا۔ پھر صاحب حلیہ نے کہا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ غیر رمضان میں وتر کی جماعت غیر مستحب ہے، اور اگر یہ کبھی کبھی ہو جیسا کہ حضرت عمر نے کیا تھا تو مباح غیر مکروہ ہوگا اور اگر غیر رمضان میں ہمیشہ باجماعت وتر پڑھے جائیں تو بدعت مکروہہ ہوگا کیوں کہ اسلاف سے یہ عمل منقول نہیں ہے اور قدوری میں جو اس کو مکروہ لکھا ہے اس کا یہی مطلب ہے اور خلاصہ میں جو اس کو قدوری سے غیر مکروہ نقل کیا ہے وہ کبھی کبھی وتر باجماعت پڑھنے پر محمول ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ بدائع میں ہے "نفل باجماعت پڑھنا تراویح کے علاوہ سنت نہیں ہے" کیوں کہ سنت کی نفی کراہت کو مستلزم نہیں ہوتی ہاں اگر ہمیشہ باجماعت پڑھیں تو یہ بدعت مکروہ ہوگی۔ علامہ خیر الدین رملی نے البحر الرائق کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ضیاء اور نہایہ میں وتر باجماعت کی کراہت کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ "وتر من وجہ نفل ہیں کیوں کہ اس کی تمام رکعات میں قرأت واجب ہے اور اس کو بغیر اذان اور اقامت کے پڑھا جاتا ہے اور نفل جماعت کے ساتھ غیر مستحب ہیں، کیوں کہ صحابہ نے غیر رمضان میں نفل باجماعت نہیں پڑھے۔" علامہ شامی فرماتے ہیں کہ یہ عبارت اس بات پر تصریح ہے کہ نفل کی جماعت مکروہ تنزیہی ہے۔



Scanned with CamScanner

اس عبارت میں غور فرمائیے جب غیر رمضان میں کبھی کبھی باجماعت وتر پڑھنا مباح غیر مکروہ یا غیر مستحب یا زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے، خواہ فرض جماعت کے ساتھ پڑھے ہوں یا نہ پڑھے ہوں تو رمضان میں تنہا عشا پڑھنے والے کا باجماعت وتر پڑھنا ناجائز کیسے ہوگا؟ جب کہ رمضان میں وتر باجماعت پڑھنے کا منشا اور سبب بھی موجود ہے۔(صحابہ کا باجماعت وتر پڑھنا) نیز فقہاے کرام نے تصریح کی ہے کہ کسی کام کا مکروہ تنزیہی ہونا اس وقت ثابت ہوتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل سے علی الخصوص منع فرمایا ہو، اور رمضان میں تنہا عشا پڑھنے والے کو باجماعت وتر پڑھنے سے نہ قرآن میں منع کیا ہے اور نہ حدیث میں، نہ اجماع سے اس کا عدم جواز ثابت ہے نہ قیاس سے تو پھر محض عہد قریب کے بعض علما کے اس کو ناجائز کہنے سے یہ کیسے ناجائز ہو جائے گا؟ (شرح صحیح مسلم: ۲ صفحہ: ۵۰۲ تا ۵۰۹)

# تیسرا رسالہ

## عشاء کے فرض تنہا پڑھنے والا
## وتر باجماعت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

افادات

تاج الفقہا استاذ العلماء شہباز طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ
محمد عبد الحق سجادہ نشین آستانہ عالیہ بندیال شریف

شائع کردہ

شعبہ نشر و اشاعت مرکزی بزم فقیہ العصر
طلباء دار العلوم جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال ضلع خوشاب



Scanned with CamScanner

# فتویٰ حضرت علامہ مفتی نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

**الاستفتاء:**

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ [اس مسئلہ میں] رمضان پاک میں ایک آدمی فرضوں کی جماعت سے رہ جاتا ہے۔ بعد ازاں [اس کے بعد] کیا وہ جماعت وتر میں شریک ہو سکتا ہے؟

**الجواب:**

ہاں شامل ہو جائے۔ قرآن کریم میں ہے" وارکعو مع الراکعین "یعنی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔ اس حکم سے ہر جماعت مشروعہ میں شامل ہونا صراحتاً ثابت ہے۔ اور جب کہ جماعت وتر بھی یقیناً اجماعاً ماہ رمضان میں مشروع ہے۔ متون وشروح وفتاوی وحواشی مذہب مہذب میں صراحتاً روز روشن کی طرح موجود ہے۔

فتاوی عالمگیری (جلد اول، صفحہ: ۶۰) وغیرہا میں درج ہے۔

"ویوتر بجماعة فی رمضان فقط علیه اجماع المسلمین کذا فی التبیین"

تو آیت مذکورہ کی رو سے مطلقاً شامل ہونا جائز ہو گیا۔ اور یوں ہی فقہاے کرام کی تصریحات ادائے وتر باجماعت بھی مطلق ہی ہے۔ اور مطلق اپنے اطلاق سے تمام افراد کا حکم ثابت کرتا ہے۔ بلا دلیل خاص تخصیص کوئی فرد مخصوص نہیں ہو سکتا۔

تحریر المختار لرد المحتار (جلد اول، صفحہ: ۹۴) میں جماعت وتر میں شامل ہونے کے متعلق فرمایا: "فیعمل بعمومه حتی یوجد ما یقتضی تخصیصه"

اور شامی علیہ الرحمہ نے قاعدہ عامہ کی صورت میں فرمایا:

"ان جماعتهم مشروعة فله الدخول معهم لعدم المحذور"

اور کبیری اور صغیری میں بالخصوص تصریح جواز بھی ہے۔

اور صغیری کے یہ لفظ ہیں:

"واذا لم يصل الفرض معه قيل لا يتبعه فيها و كذا اذا لم يصل معه التراويح لا يتبعه في الوتر"

"یعنی جس وقت فرض امام کے ساتھ نہ پڑھے تو کہا گیا ہے کہ تراویح اور وتر بھی امام کے ساتھ نہ پڑھے"

**اس کو "قیل" کے ساتھ بیان کر کے ضعیف بتا کر فرماتے ہیں:**

**"والصحيح انه يجوز ان يتبعه في ذٰلك كله"**

**"یعنی صحیح یہ ہے کہ مقتدی ان دونوں صورتوں میں امام کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔"**

اس عبارت سے مدعا صاف طور پر ظاہر ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ امام کے ساتھ شامل نہ ہونے کا قول ضعیف و مردود ہے۔ اور درالمختار میں تو وہ قطعاً ہے ہی نہیں۔ اور شامی میں بھی قطعاً نہیں۔

**ہاں شامی میں قہستانی سے اتنا ہے:**

"اذا لم يصل الفرض معه لا يتبعه في الوتر"

"جب فرض امام کے ساتھ نہ پڑھے تو وتر بھی نہ پڑھے۔"

مگر خود شامی اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ (فرضوں کے ساتھ ساتھ) تراویح بھی امام کے ساتھ نہ پڑھے تو یہ حکم ہے۔ اور اگر تراویح امام کے ساتھ پڑھ لے تو پھر وتر پڑھنے میں کراہت نہیں اگرچہ تراویح اور وتر کا امام ایک نہ ہو۔

"ينبغي ان يكون قول القهستاني معه احترازاً عن صلاتها متفرداً اما لو صلى جماعتاً مع غيره ثم صلى الوتر معي لا كراهة"

بفضلہ و کرمہ تعالیٰ مسئلہ کی واضح تصریحیں موجود ہیں۔ لہٰذا شامی علیہ الرحمہ کی طرح قول قہستانی کی تاویل کرنی چاہیے اور یا حلبی علیہ الرحمہ کی طرح ضعیف کہہ کر صحیح کے مقابلہ میں رد کیا جائے۔ ورنہ بے چارے قہستانی میں یہ تاب و تواں کہاں کہ ایسی تصریحات کے مقابلہ میں اس کی بات قابل التفات بنے۔

علامہ شامی عقود الدرریہ (جلد دوم، صفحہ ۳۵۶) میں نقل فرماتے ہیں:

"والقهستاني كجارف سيل وحاطب ليل"

بلکہ ردالمحتار (جلد اول، صفحہ ۶۵) اور ثلاثین (جلد اول، صفحہ: ۱۳) میں تصریح فرماتے



Scanned with CamScanner

ہیں کہ قہستانی سے فتویٰ دینا جائز ہی نہیں جب تک منقول عنہ کا علم نہ ہو تعجب تو یہ ہے کہ شامی علیہ الرحمہ تو عبارت قہستانی کی تاویل فرمائیں۔ اور حکم جواز بلا کراہت لگائیں۔ مگر بعض حضرات ان کی طرف بھی نسبت عدم جواز شمول فرمائیں۔

فقیہ اعظم مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ نوریہ جلد اول کے صفحہ ۴۳۱ پر اسی مسئلہ کے متعلق ایک اور سائل کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

جب امام حسب دستور جماعت فرض عشاء اور تراویح کرانے کے بعد وتر باجماعت پڑھانے لگے۔ تو وہ نمازی جو فرض عشاء کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکا۔ اور اکیلا پڑھ چکا ہے۔ جماعت وتر میں شامل ہو سکتا ہے۔ کسی آیت یا حدیث یا ہمارے کسی امام کے قول سے اس کی ممانعت نہیں آئی۔ اور بلا ممانعت شرعی کوئی شئی ممنوع نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسی جماعت وتر بالاجماع جائز و مشروع ہے۔ اور جماعت مشروع میں شامل ہونا جب کہ کوئی دلیل خاص منع نہ کرے۔ یقیناً جائز ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ "وارکعوا مع الراکعین" یعنی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔ نیز حدیث پاک میں ہے "انما جعل الامام لیؤتم به" یعنی امام شرعاً بنایا ہی اس لیے گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ نیز جب حضرت سیدنا ذی النورین عثمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ بلوائیوں کی جماعت میں شامل ہوں یا نہ تو کلیتاً فرمایا: "الصلاۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معهم" یعنی نماز لوگوں کے سب کاموں سے اچھی ہے تو جب لوگ اچھا کریں تو تم بھی شامل ہو جاؤ۔

پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ قہستانی میں عدم جواز یا کراہت تحریمی کی تصریح نہیں بلکہ صرف "لایتبعه" ہی ہے۔ حالاں کہ ایسی عبارتیں فقہائے کرام کے کلام میں جائز بلکہ مستحب شی تک بھی موجود ہیں۔ دیکھئے نماز میں فاتحہ شریف کے بعد سورت کہ اول میں بسم اللہ شریف کا پڑھنا یقیناً جائز بلکہ مستحب ہے۔ مگر فقہائے کرام کی عبارات میں "لایسمی" اور "لایاتی" آیا ہے تو واضح ہوا کہ یہ عبارت عدم جواز یا کراہت کی نص نہیں

(والتفصیل فی الفتاویٰ الرضویہ جلدسوم :ص ،۵۳ ) تواس کی وجہ سے آیت وحدیث وکتب مذہب کے اطلاقات جومفید جواز ہیں ۔کیوں ترک کیے جائیں پھر تعجب ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے احکام شریعت جلدسوم ص ۱۷۹ پرتصریح فرمادی کہ اس میں کراہت تحریم کی کوئی وجہ نہیں ۔ظاہراً کراہت تنزیہہ ہے تو اتنا شور برپا کیا جاتا ہے ۔ اور عدم جواز کے فتوے دیئے جاتے ہیں ۔رہی کراہت تنزیہہ تو وہ بھی اعلیٰ حضرت کے نزدیک بقول شامی ہی ہے ۔حالاں کہ شامی ہی تصریح کرتے ہیں جسے اعلیٰ حضرت بھی پسند کرتے ہیں ۔کہ کراہت تنزیہہ بھی دلیل خاص کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتی ۔اور وہ جواز کے خلاف بھی نہیں ۔کما ہو مبین فی الشامیۃ والفتاوی الرضویہ

تو معلوم ہوا کہ جس سے فرض عشا کی جماعت رہ گئی وہ جماعت وتر میں شامل ہوسکتا ہے ۔اس میں گناہ نہیں بلکہ آیت وحدیث اور احکام فقہیہ کی پیروی ہے ۔

## فتاویٰ عبدالحئی لکھنوی جلداول ص ۱۰۱

مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں کہ اگر چہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر عشا کے فرض تنہا پڑھے ہوں تو وتر جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ۔"لیکن کدامی وجہ قوی معتد بہ عدم جواز معلوم نمی شود وحق جواز معلوم میشود"لیکن کوئی قوی اور معتد بہ وجہ عدم جواز کی معلوم نہیں ہوتی البتہ جواز معلوم ہوتا ہے ۔



Scanned with CamScanner

## التماس

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اس کتاب میں وتر باجماعت کے بارے میں جو رائے اختیار کی گئی ہے اور اس پر جو دلائل پیش کیے گئے ہیں، اس تعلق سے کوئی سوال ہو تو براہ کرم وہ ہمیں ضرور ارسال کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسے شامل کیا جا سکے اور اس کا مفید و تشفی بخش جواب دیا جا سکے۔

''السعی من العبد والاتمام من ربہ''

Scanned with CamScanner